

V4064 . P-24-12

Title - NABEENA ULMA .

creator - Habibul Rehman Sherevari

Publisher - Saadique Book Dipo Luck

Place - N.D

Pages - 48 .

Subjects - Tarkis ulma .

M.A. LIBRARY, A.M.U.

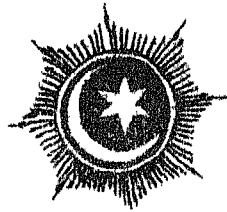


U4064

[Handwritten signature]

تاپینا علما

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی



ناشر: شیخ صدیق بک پرائیمن آباد لکھنؤ

سیرۃ النبیات

مشاہیر نسوان

برسلمانان میں نہایت ہی اہم کہ مسلمان پھر گزشتہ عرصے حاصل کرین اور دنیا کی تمام قوموں میں ان کو
مشاہیر کے ہیں لیکن یہ بات نہ مغربی تعلیم سے پیدا ہو سکتی ہے نہ اسلامی مکتب میں نہ اس کے ادب تکرار سے
کچھ ہو سکتا ہے بلکہ چونکہ میں اسلامی روح پیدا کرنے کے لئے مسیحا چھا دیا ہے ان کی گود میں گراؤں کی گود
میں کیوں کی ان کی تعلیم و تربیت ہو جائے کہ کیا کہنا ابتدا و ترقیوں کے ذریعہ میں ختم ہو جائے ہیں
ان کو تو کچھ کچھ صحیح تربیت سے جو اطوار و عادات پیدا ہوتے ہیں وہ فطرت ثانیہ ہو جائے ہیں
اور بری سے بری صحت بھی انکے بدلنے میں ناکام رہتی ہے اور ان کو یہی بہتر طریقہ ہے کہ
عورتوں کو تعلیم کے لیے روئے آواز کیا جائے تاکہ آئینہ عمل و ہدایت اخلاق اور اسلامی اہل
کے لحاظ سے طرز تربیت اور دنیا کے بھان میں ایک یا پھر سکون و اطمینان پیدا کرے۔ اسی غرض
تحتایت کو مد نظر رکھ کر مولانا مہدی صاحب مکتب دارالافتاء بھوبال نے اسلامی دور کی مشہور
و ممتاز عورتوں کا ایک مستند ذکر مرتب کیا ہے جس میں اسلامی اخلاق و عادات کے صدمہ مانو نے
پائے جاتے ہیں جن کو پڑھ کر اور سن کر آپ بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں اور دین و دنیا میں مسخر و فی
نہال کر سکتی ہیں آپ کے پیارے نبی کے گھر میں کیا ہوتا تھا اس کا جواب آپ کو اس کتاب میں ملے گا
جب آپ رسول کریم کی پیروی کے حالات پڑھیں گی اور رسول اللہ کے بڑا سے واقع ہوں گی۔
یہ کتاب سرسری طور پر نہیں لکھی گئی ہے بلکہ پوری دماغ سازی سے کام لیا گیا ہے اور ہر واقعہ کو مستند و
معتبر کتابوں کا حوالہ دیکر مستند کر دیا ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۵۰ روپے بکٹ پوٹو لکھنؤ

عنبر ایا ولی الا بضائ

رسالہ

نابینا علما

از

انا نامولوی حبیب الرحمن خاں صاحبہ انی میں کیوں

جسے

بحر صدیق بکری پو پو این آباد لکھنؤ

نے

ایم۔ پی۔ ہوس۔ لکھنؤ میں چھپو کر شائع کیا

شرح دیوان غالب

مولانا ابوالکلام آزاد

منشی عبدالباری اسی سکریٹری خراج صان ادب لکھنؤ

اسی سے لکھی۔ اس سے زیادہ مفصل اس سے زیادہ مفید شرح نظر سے نہ گذری ہوگی تیسرے لکھیے اور دیگر تمام شرحوں سے مستغنی کر دیگی جہاں ضرورت سمجھی گئی ہو شرح نے مولانا حسرت مسکانی اور طباطبائی کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں تیسرے غالب کے ہر شعر کے آثار شعر کا دل نشین مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر جگہ غالب ہی کے دوسرے شعرا کا حوالہ دیکر مطلب بیان کیا ہے۔ خصوصاً اب رخصتوں کے دینے کے شعرا میں ان کے مقابلے میں بالائے سر اور دیگر اساتذہ ماضی کے حال کے کلام کو رکھ کر دیکھا جائے کہ کیا ہے جس سے شعرا اور دوسری صفت میں لکھی درجہ معلوم ہوتا ہے شرح نے شرح کو شرح کی حد تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک نئے نئے شاعر کا خاکہ کھینچا ہے یا یوں سمجھئے کہ ایک نئے ادبی کھانڈے کا منظر دکھلایا ہے یا جیسے غالب کے ارد گرد دوسرے شعرا بھی درآرمائی کرتے ہیں لیکن پھر بھی غالب غائب ہی ہے قصہ طلب شعرا کے متعلق تمام واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ اس شرح کے دیکھنے سے غالب کی زندگی کا پورا نقشہ سامنے آجائے گا اور ضرور دیکھئے۔

لئے کا پتہ :- صدیق بک ڈپو امین آباد پارک لکھنؤ

CHECKED-2008

Cassidy

۶/۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ستائش کنم ایزد پاک را کہ دانا و بینا کند خاک را
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْأَمِينِ
 اِلَیْهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ مَوْنِیَا مِیْنِ آنکھیں بہت بڑی نعمت ہیں
 ان سے محروم ہو جانا قدرت کے ایک بیش بہا عطیہ سے محروم
 ہو جانا ہو جنکی بنیائی جاتی رہتی ہے وہ عام طور پر عضو معطل
 خیال کر لیے جاتے ہیں اور انکی نسبت یہ مان لیا جاتا ہے
 کہ وہ کسی کام کے نہیں رہے۔ وہ خود بھی اپنے
 آپ کو ایسا ہی سمجھنے لگتے ہیں مگر ایسا خیال کر لینا اُن
 بیش بہا قوتوں کی ناشکری ہے جو خداوند عالم نے علاوہ
 انکھوں کے انسان کو بخشی ہیں۔ آنکھ دیکھنے کے لیے
 بخزون میں سے ایک نجر ہے ایک چہرہ کا گارڈ آگمانے
 سے سردار کیوں بیکار تسلیم کر لیا جائے۔ آنکھ بہت سے
 اعضا میں سے ایک عضو ہے وہ جاتی رہے تو یہ کیوں

تصور کیا جائے کہ سب اعضا نکلتے ہو گئے یہ سمجھنا بیشک
 ٹھیک ہے کہ ایک نہایت نفیس و عزیز عضو جاتا رہا۔
 مگر اُسکے جانے کے بعد اور سارے قوائے عقلی کو بیکار
 کر دینا لکھوں کا کام ہے۔ ناہنواؤں کو دیکھ کر ہر ایک کو رحم
 آتا ہے۔ مگر یہ عبرت کم ہوتی ہے کہ ہم اپنی آنکھوں
 کی قدر کریں اور اُسے اعلیٰ خدمت لیں یورپ میں اس
 زمانہ میں ترقی کے میدان میں اندھوں کی تعلیم بھی
 تیز قدمی دکھا رہی ہے انگلستان میں ایک عظیم الشان
 مدرسہ بمقام مسٹرس کلج ناہنواؤں کی تعلیم کے واسطے
 قائم ہے وہاں کے با بصیرت ناہنوا پڑھنے والوں اور
 انکی تعلیم کے حالات پڑھ کر حیرت اور حیرت کے
 ساتھ عبرت ہوتی ہے۔ قدرت کی فیاضی کا سبق
 حاصل ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ
 کسی سے کوئی نعمت سلب فرمالتا ہے تو اُسکی تلافی
 دوسری طرح فرما دیجاتی ہے۔ اس مدرسہ کے
 اندر جس وقت انسان داخل ہوتا ہے درو دیوار سے
 بزباں حال یہ صدا آتی ہے ہے عجب سیر اگر دیدہ بنا دیکھے

دیکھنا ہو جسے عبرت کا تماشہ دیکھے؛ کسی طرف لڑکے کرکٹ
 کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کسی طرف لڑکیاں ترتیب
 و صفائی سے نصف دائرہ کی شکل میں بیٹھی ہوئی ہیں
 اُنکے مقابل اُستانی بیٹھی کوئی دلچسپ قصہ سُنا رہی ہے۔
 لڑکیوں کے دل بشارش ہیں اور چہرہ تشنگمہ فرط مسرت
 سے قصے لگاتی ہیں موقع موقع سے بحث کرتی جاتی ہیں۔
 اس مدرسہ کے طلبہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ علاوہ
 پڑھنے لکھنے کے لڑکیاں سلائی اون کی بناوٹا ڈورسے
 بنانا اور کرسی وغیرہ بننے کا کام سیکھتی ہیں۔ مرد بید
 کی ٹوکریاں بکس وغیرہ بنانا لیکھتے ہیں۔ اور اس طرح
 اپنی معاش اپنی قوتِ بازو سے پیدا کرنے کے قابل
 ہو جاتے ہیں۔ مدرسہ میں جا بجا تختیاں آویزاں ہیں
 اور اوپر تباکید یہ ہدایت ہے کہ آئیو الے اندسے کا
 لفظ یا دہاں کے طلبہ کی بیکسی کی نسبت کوئی کلمہ
 منہ سے نہ نکالیں تاکہ اُنکے دل پڑمردہ نہوں۔ آپ کو
 حیرت ہوگی کہ اندسے کتاب کس طرح پڑھتے ہیں۔
 طریقہ یہ ہے کہ ایک قسم کا ٹائپ ایجاد کیا گیا ہے

جسکے حروف کاغذ پر اُبھر آتے ہیں اور اُنگیلوں سے
 محسوس ہونے لگتے ہیں۔ حروف تہجی کو زیادہ سادہ
 کرنے کے لیے حرفوں کی معمولی شکل چھوڑ کر ایسے حروف
 ایجاد کیے گئے ہیں جو نقطوں کی مختلف ہیئتوں سے
 بنتے ہیں یہ بات کسقدر حیرت انگیز ہے کہ اس طریقہ کو
 فرانس کے ایک اندھے نے ایجاد کیا ہے۔ مدرسہ
 مذکور میں انجیل وغیرہ بہت سی کتابیں اندھوں نے
 چھاپی ہیں۔ اور نئے اندھے ایک ماہوار رسالہ نکالتے
 ہیں۔ اسکے ایڈیٹر۔ نامہ نگار۔ چھاپنے والے غرض سارے
 کار گزار اور خریدار نابینا ہیں۔ اس رسالہ میں ایک
 مضمون کو ہستانی منظر پر چھپا تھا پیرایہ بیان ایسا پاکیزہ
 ہے کہ تصویر بن گیا ہے۔ بطور نمونہ تھوڑا سا ترجمہ
 درج کیا جاتا ہے۔ ”مالک یورپ میں بہت سے
 خوشنما کو ہستانی سلسلے ہیں۔ مگر شاید سب سے بہتر
 الپس اور پائرنس ہیں۔ آخر الذکر فرانس اور اسپین
 کے مابین واقع ہے اُسکا منظر نہایت دل فریب ہے
 سر بلنگ چوٹیاں برف کے اُن ٹھنڈے جوں سے ڈھکی

ہوئی ہیں۔ جبکہ کنا روپہر چپڑ۔ شاہ بلوط۔ اخروٹ وغیرہ
 کے وسیع جنگلوں کی سبز گٹ لگی ہوئی ہے۔ یہ کوہسار
 اگرچہ نہایت جانفزا ہے لیکن ایلپس کی عظمت و جبروت
 کے آگے کچھ ہستی نہیں رکھتا۔ سیاحوں نے علم ادب
 کے ذریعہ سے اُن حیرت خیز مناظر کا حال ہم تک
 پہنچایا ہے جو دورانِ سیاحت میں اُنھوں نے ان
 پہاڑوں کی بلند یوں پر دیکھے۔ صبح کے وقت اس
 کوہسار کا عجب عالم ہوتا ہے۔ وہ نظارہ کیسا با عظمت
 ہوتا ہے جبکہ چوٹی کے بعد چوٹی نکلتے ہوئے سورج کی
 کرنوں سے چمک اُٹھتی ہے اور نیچے کے درے سایہ
 کی چادر میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں رفتہ رفتہ یہ آب
 و تاب ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور برفانی حصوں کے سرسبز
 ہیردوں کے تلج سے مزین ہو جاتے ہیں جو عالم سکوت
 ان بادشاہوں کے سروں کے شایاں ہے۔ اب سوال
 یہ پیدا ہوتا ہے کہ اندھوں کے دماغوں میں پہاڑوں
 کی تصویح کیسے قائم ہو کر قائم ہوتا ہے اسکا جواب
 یہ ہے کہ کارداں اُستاد کھریا مٹی کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں

بناتے ہیں اور شاگرد اُنکو ٹھوتے ہیں۔ جب قوت لامسہ کی مدد سے پہاڑیوں کی شکل داغ میں منقش ہو جاتی ہے تو وہ پہاڑیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور کثرت مشق کے بعد نقلی پہاڑیاں بنانے پر قادر ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو صحیح تصور مختلف اشیا کا ان نابینا طلباء کے ذہن میں ہوتا ہے اُسکا یہ ناقص ذریعہ ہے جو اوپر بیان ہوا۔ خود اس مدرسہ کے لائق و تجربہ کار استاد اس سوال کے کما حقہ حل کرنے سے عاجز ہیں کہ جب طالب علموں نے کسی مکان گھوڑے - درخت یا خود اپنے اپناے جنس کو نہیں دیکھا تو پھر کس طرح اُن کے ذہن میں اُن کتابوں کا صحیح مفہوم پورے طور پر آجاتا ہے جنہیں انکا ذکر ہوتا ہے اور کیونکر وہ روزمرہ کے مباحث پر ٹھیک واقفیت و صحت کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔ ان استادوں کی رائے کا رجحان اس طرف ہے کہ اگرچہ بہت سا علم نابینا لوگ قوت لامسہ کے ذریعہ سے حاصل کر لیتے ہیں مگر اسقدر علم اُنکے تمام تخیلات کی بنا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص اس

گروہ کو کوئی مادہ فہم ایسا عطا ہوا ہے جو بدون وسیلہ عواس
 ظاہرہ علم حاصل کر لیتا ہے ان نابینا طلباء کے ہاتھ کی بنائی
 ہوئی ٹوکریوں بجس اور اُون کے بنے ہوئے سامان کی
 تفویہیں دیکھتے تو انکی موزونی خوبصورتی اور باریکی
 و تکمیل سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بدون دیکھے ہوئے
 وہ کیونکر بنائے گئے۔ اور کس طرح انکی پیچیدہ ہئیتوں
 کی تکمیل کا حق ادا ہوا اندھوں کی تعلیم کوئی جدید ایجاد
 نہیں ہے۔ تاہم خبر دیتی ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کے
 دور میں نابینا بھی علمی کمالات سے مالا مال تھے یورپ
 کے پڑھے ہوئے اندھوں پر انکو یہ فوقیت تھی کہ اُنکے
 لیے تحصیل علم کے ایسے آسان ذرائع مہیا نہ تھے جیسے
 آجکل ہیں۔ وہ شوق تکمیل میں دور دراز ممالک کا
 سفر کرتے تھے اساتذہ فن کی خدمت میں منزلیں طے
 کر کے حاضر ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں کاریگری و صنعت
 نے جو ترقی کی ہے وہ اسکے زمانہ میں نہ تھی اور اسلئے
 وہ ذریعے نابیناؤں کی تعلیم کے یقیناً نہ تھے جو اب
 ہیں تاہم دقیقہ سنج استاد اپنے شاگردوں کے ذہن

صحیح معلومات سے معور کر دیتے تھے۔ اس زمانہ کے ایک نابینا مسلمان عالم سے رجوع علاوہ علوم عربیہ کے فاضل ہو نیکے بالکمال طبیب بھی ہیں سوال کیا گیا کہ آپ کو اقلیدس کی شکلوں کی ہیئت کدائی کیونکر معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ میرے استاد نے میری پشت کو سیٹ اور اپنی انگلی کو قلم بنا لیا تھا۔ دائرہ۔ مثلث وغیرہ کی شکل وہ اپنی انگلی سے میری پشت پر کھینچ دیتے تھے اور اس ذریعہ سے اشکال کی ہیئت خاص میرے ذہن میں آجاتی تھی۔

تاج ابن خلکان۔ تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی۔ نزہۃ الالباء علامہ ابن انباری کی مدد سے مسلمان نابینا فضلاء کے حالات میں نے اس مختصر رسالہ میں جمع کیے ہیں۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ علم تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ ادب۔ فرائض۔ حساب وغیرہ علوم نقلی و عقلی میں نابینا کامل گزرے ہیں۔ بعض افراد انہیں مستحلاً حضرت قتادہ۔ ابو العلاء مسترکے۔ بشار اپنے اپنے فن میں ایسے بالکمال ہوئے ہیں کہ بینا علما میں انکی

نظیر مشکل سے نظر آئیگی۔ اُنھوں نے بڑے پایہ کی کتابیں
تصنیف کیں اُنکے حلقہٴ درس میں بڑے بڑے نامور
علماء پیدا ہوئے۔ جیسا اسے اہل اسلام اب ہم میں آنکھوں
والے اُس نعمت کی قدر نہیں کرتے جسکو اگلے نابینا تک
آنکھوں سے لگائے ہوئے تھے۔ کاش ان نابیناؤں کے
حالات دیکھ کر ہماری آنکھیں کھلیں عبرت حاصل ہو اور
سوچیں کہ خداوند تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قوتوں سے کام
نہ لینا سخت کفرانِ نعمت ہے اور جس روز نعمتوں کا
حساب ہوگا اُس روز ہم کیا جواب دینگے۔ میری دلی
آرزو ہے کہ یہ مختصر رسالہ دلوں میں اثر کرے اور ”آئینہ داری
در محلہ کوراں“ کا مصداق نہ ٹھہرے وَالسَّلَام عَلٰی مَنْ اَتٰہُ الْاٰمَنُ
خاکسار

محمد حبیب الرحمن خان شروانی

غرة رجب المرجب ۱۳۸۵ھ

بھیکمن پور ضلع عسکریہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت قنابہ - ابو الخطاب کنیت وطن بصرہ ^{۳۶} ستہ
 میں پیدا ہوئے جلیل القدر تابعی اور بڑے پایہ کے
 مفسر تھے۔ تفسیر کے علاوہ حدیث - علم انساب - تاریخ عرب
 اور علم ادب و لغت میں اُنکی جلالت اُشان اور کمال
 مسلم ہے۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ کوئی دن ایسا نہوتا تھا
 کہ خلیفہ دمشق کے دربار کا شتر سوار اُنکے دروازہ پر
 مذکورہ بالا علوم کے متعلق کوئی بات دریافت کرنے نہ آتا ہو
 سعید ابن المسیب کے شاگرد ہیں۔ جب اُنکی خدمت میں
 پڑھنا شروع کیا تو اس کوشش و جد کے ساتھ علم حاصل
 کرتے تھے کہ ابن المسیب گھبرا اُٹھے اور تیسرے روز فرمانے
 لگے کہ اے اندھے تو یہاں سے نکل تو نے تو مجھ کو بچوڑ لیا۔
 اُنکا قول ہے کہ میں نے کسی محدث سے حدیث دوبارہ
 سنانے کی فرمائش نہیں کی اور جو بات میرے کان میں
 ایک دفعہ پڑ گئی حافظہ میں محفوظ ہو گئی۔ امام ابن جنبل
 نے اُنکی نسبت فرمایا ہے کہ تفسیر و اختلافی مسائل کے
 سب سے زیادہ عالم ابن امام ممدوح نے اُنکی فقہانیت

کی بھی تعریف فرمائی ہے۔ بصرہ کے بلند و بست حصوں میں بے تکلف بغیر رہبر کے پھرتے تھے۔ ایک روز پھرتے پھرتے ایک مسجد میں پہنچے وہاں ابن عبید وغیرہ بیٹھے تھے اتفاقاً اُسی وقت اُن لوگوں نے حضرت حسن بصری کا حلقہ چھوڑ کر اپنا حلقہ جدا قائم کیا تھا اُنکی آواز شکر قتادہ سمجھے کہ حسن بصری کا حلقہ ہے۔ قریب آئے تو اصلی حال معلوم ہوا بسیاختہ زبان سے نکلا لھو کا۔ المعتز لہؤس رور سے گروہ مذکور کا یہی لقب ہو گیا سلسلہ ہجری میں شہر واسط میں مبتلا طاعون ہو کر بربط فرمائی۔

شاعر مشہور بشار۔ ابو معاذ کنیت تھی۔ صل میں ایرانی تھے نابینا پیدا ہوئے آنکھوں کے حلقے سوجھ ہوئے اور سرخ۔ بلند بالا۔ خوب توانا اور فرہ چہرہ پر کثرت سے چیچک کے داغ یہ حلیہ تھا جو شعر اسلام کے بعد پیدا ہوئے انہیں اول درجہ کے شاعرین خلیفہ بغداد حمدی کے مداحوں میں تھے۔ ہمدی کے زمانہ میں زندم کا بڑا زور تھا اور دربار خلافت پوری قوت

سے اُسکو دبا رہا تھا۔ انپر بھی یہ الزام لگایا گیا اور سزا
 میں ستر دڑے کا حکم ہوا زندہ دل شاعر اس سخت
 سزا کو برداشت نہ کر سکا اور اسی صدمہ سے جان دی
 یہ مسئلہ کا واقعہ ہے عمر نوے برس سے زائد تھی۔
 بعض عزیزوں نے لاش لیجا کر بصرہ میں دفن کر دی۔
 انکی یہ رائے بیان کیجاتی ہے کہ آگ خاک سے بہتر
 ہے لہذا ابلیس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا تو اچھا کیا۔
 اس مضمون کا ایک شعر بھی انکی طرف منسوب ہے
 اَلَا رَضِیْ مَظْلَمَہٗ وَالنَّارُ مُشْرِقَہٗ وَالنَّارُ مَعْبُودَہٗ کَاَمَّنْ کَاَنَتْ النَّارُ
 مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ دشمنوں نے بیچارہ کے تباہ
 کرنے کے لیے یہ مضمون ایجاد کیا تھا اور اُسکی متعدد
 دلیلیں ہیں ابن خلکان نے یہ قول نقل کیا ہے کہ بشار
 کی کتابیں چھانی گئیں مگر یہ مضمون کہیں نظر نہیں پڑا
 دوسرے یہ کہ انکی ایک کتاب پر لکھا ہوا تھا کہ میں نے
 حضرت عباس کے ہوتے سلمان کی اولاد کی ہجو لکھنے
 کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن مجھکو انکی قرابت رسالت کے
 خیال نے اس ارادہ سے باز رکھا۔ جس شاعر کے دل پر

خاندان بنوت کا ادب ایسا حاوی ہو کہ وہ اُسکے ہجو کے ارادہ کو پست کر دے وہ زندقہ کی جانب مائل نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری نے اُنکی تعزیر کی وجہ یہ لکھی ہے کہ بشار نے ہمدی کے وزیر کی ہجو کی تھی وزیر نے خلیفہ سے یہ جا لگایا کہ بشار نے آپکی ہجو کی ہے۔ ہمدی نے بگڑ کر پوچھا کیا ہجو کی ہے وزیر نے جان کی امان لیکر دو شعر پڑھ دیے۔ حکم ہوا کہ بشار حاضر کیا جائے۔ وزیر کو کھٹکا ہوا کہ ایسا نہو بشار آئے اور مدحیہ اشعار پڑھ کر جاں بخشی کرا سے اور موقع ہاتھ سے جاتا رہے۔ اس برہمی کو غنیمت سمجھ کر بشار کو دریا میں ڈلوادیا بشار کا کلام بہت ہے اور مشہور ہے تغزل میں یہ شعر مشہور ہے **هَلْ تَعْلَمِينَ وَرَاءَ الْحَبِّ مَنْزِلَةَ بَدُنِّي إِلَيْكَ** فَإِنَّ الْحَبَّ أَقْصَايَ شعر ذیل کی نسبت ابن خلکان کہتے ہیں کہ شعراے مولدین نے غزل میں اس سے سہ محبت سے بڑھ کر کوئی ایسی منزل جانتی ہے جو جھکو تجھ سے قریب کر دے تو وہ جھکو بنادے اسلئے کہ محبت کر کے میں تجھ سے دور ہو گیا ۱۲

بہتر شعر نہیں کہا

أَنَا وَاللَّهِ أَشْرَى نَحْرَ عَيْنَيْكَ وَأَخْتَى مَصَارِعَ الْعُشَّاقِ

فقہ شافعی زبیر بصری - اپنے عصر میں اہل بصرہ کے
پیشوا فقہ شافعی کے حافظ ادب میں صاحب دستگاہ
اور بصرہ میں مدرس تھے۔ دارالسلام بغداد میں بھی
رہے اور حدیث پڑھائی بہت سے لوگوں نے اُن سے
حدیث روایت کی ہے۔ صحیح الروایۃ اور ثقہ تھے فقہ میں
کافی۔ کتاب النیۃ۔ کتاب ستر العورۃ۔ کتاب الہدایۃ۔
کتاب الاستشارۃ والاِستخارۃ۔ کتاب افاضۃ المتعلم وکتاب
الامارۃ وغیرہ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑیں۔
میں وفات پائی۔

ابو معاویہ محمد نام۔ کوفہ وطن ^{۱۳}سلسلہ میں پیدا ہوئے
امام اعمش اور اُن کے ہم طبقہ علما سے علم حدیث حاصل
کیا بیس برس اعمش کی صحبت میں رہے اُن کا قول
ہے کہ میرے آنکھوں والے ہم سبق اعمش کی درسگاہ

سہ میں دائرہ تیری آنکھوں کے بحر کاشاق ہوں لیکن عشاق کے ہمدردوں سے

سے اٹھکر میرے ساتھ مکان پر آتے اور میں اُنکو اپنی
 یاد سے وہ حدیثیں لکھوا دیتا جو فیخ کے یہاں سُنی ہوتیں
 خلیفہ ہارون الرشید اُنکے ساتھ بہت تعظیم و تکریم سے
 پیش آتا۔ امام ابن حنبل یحییٰ ابن معین اور ادرائمس
 حدیث اُنکے شاگردوں کے زمرہ میں ہیں۔ انکی جلالت
 شان اس سے معلوم ہوتی ہے کہ جب شعبہ اُن کی
 موجودگی میں اعمش کی احادیث کی روایت کرتے تو
 اُنسے پوچھتے جاتے کہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے روایت
 کی۔ حافظ قرآن بھی تھے ابن مدینی نے ڈیڑھ ہزار
 حدیثیں اُنسے روایت کیں۔

شہل ابن بکوار۔ ابوبشر کنیت بصرہ کے رہنے والے
 تھے۔ امام شعبہ وغیرہ بہت سے شیوخ حدیث سے
 اس علم کو حاصل کیا۔ ابوزرعہ وابو مسلم وغیرہ حدیث
 کے مشاہیر اُنکے شاگردوں میں تھے۔ ابو حاتم نے
 اُنکو ثقہ بتایا ہے۔ ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

محمربن منہال محدث۔ ابوجعفر کنیت۔ بصری ہیں۔
 ابو حوانہ اور اُنکے طبقہ کے شیوخ سے حدیث کی روایت

کی۔ امام بخاری وسلم والوداؤد والیوعلی وغیرہ اُنکے شاگرد ہیں بلند مرتبہ امام تھے۔ روایت بالکل اپنے حفظ کے بل پر کرتے تھے ائمہ فن نے اُنکی توثیق کی ہے۔ کوئی کتاب مدد کے لیے اُنکے یہاں نہیں رہتی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ کوئی کتاب آپکے پاس ہو کہا ہاں میرا سینہ۔ حافظہ کی قوت میں ممتاز تھے ابن خردادکا مقولہ ہے کہ میں نے قوت حافظہ میں چار شخص بے بدل دیکھے۔ ابن منہال۔ ابن عرعہ۔ ابوزرعہ۔ اور ابو حاتم۔ اور ابو یعلیٰ موصلی کے سامنے انکا ذکر آیا تو انھوں نے تعظیم سے ذکر کیا اور کہا کہ بصریوں میں ان کے وقت میں انکا سا حافظہ کسی میں نہ تھا شعبان ۲۳۱ھ میں رحلت کی۔

ابو معشر حمدویہ نام۔ بخارا کے باشندے تھے امام بخاری کے مستملی اور روایت حدیث میں ثقہ تھے۔ محمد ابن سلام بکندی وغیرہ کے شاگرد ہیں اور محمد ابن وغیرہ محدثین بخارا کے استاد امام ذہبی لکھتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ انھوں نے سفر نہیں کیا

مغیرہ ابن مقسم ابو ہشام کینت۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔
 شہدہ میں پیدا ہوئے۔ دنیا میں آئے تو آنکھوں میں
 نور تھا فقیہ اور محدث ہیں ذکاوت اور طباعی میں
 اعجاز روزگار تھے۔ شیعہ مجاہد و ابراہیم نخعی جیسے بلند
 پایہ ائمہ سے فن حدیث و فقہ حاصل کیا۔ اور شعبہ
 و ابو عوانہ جیسے عالی رتبہ امام اُنکے شاگردوں کی فہرست
 میں ہیں۔ امام ابن جنبل نے اُنکے حافظہ ذہانت اور اتباع
 سنت کی تعریف فرمائی ہے مغیرہ کا قول ہے کہ جو بات
 ایک دفعہ میرے حافظہ کے خزانہ میں آگئی کبھی گم نہیں
 ہوتی۔

حماد ابن زید ابو۔ سمعیل کینت۔ وطن بصرہ۔ ابن دینار وغیرہ
 محدثین سے حدیث روایت کی ابن المدینی اُنکے تلامذہ
 میں ہیں۔ ابن ہمدی کا قول ہے کہ اپنے اپنے زمانہ میں
 یہ چار آدمی امام الناس تھے۔ سفیان ثوری۔ امام مالک۔
 اوزاعی۔ اور حماد ابن زید۔ ابن ہمدی کا یہ قول بھی ہے
 کہ بصرہ میں اُنسے بڑھکر فقیہ نہ تھا۔ جس روز وہ مرے
 اسلامی دنیا میں اُنکی شان و عزر کی نظیر موجود نہ تھی

ابو اسامہ کا قول ہے کہ حماد کے رویہ میں نو شیر دانی و بدبہ
 اور فقہ میں فاروقی شان عیاں تھی۔ اُنکو خود اپنی روایت
 کردہ چار ہزار حدیثیں ازبر تھیں اور اس خوبی سے دیکھ
 بقول ایک امام حدیث کے کسی روایت میں خطا نہیں کی
 ۹۰؎ میں کیا سنی برس کے سن میں رحلت کی۔
 حافظ علامہ ابو ظفر حفص نام۔ بصرہ وطن خلقی نابینا تھے۔
 فن حدیث حماد ابن سلمہ وغیرہ اماموں سے سیکھا ابو داؤد
 والی زرعہ اُنکے شاگردوں میں ہیں ابو حاتم کا قول ہے کہ
 اُنکا سارا علم حدیث اُنکے سینہ میں محفوظ تھا۔ علاوہ
 حدیث کے فقہ۔ اخبار۔ فرائض۔ حساب۔ ادب اور تاریخ
 عرب اتنے اور فنون میں بھی ماہر تھے ۱۰؎ میں انتقال کیا
 ابو العینا محمد نام۔ ابو عبد اللہ کنیت۔ اصل وطن یمامہ
 (ملک یمن تھا) ابواز میں ۱۱۰؎ میں پیدا ہوئے۔ بصرہ
 میں پرورش پائی اور وہیں علم حدیث اور فن ادب کی
 تحصیل کی۔ اُنکے استاد اصمعی و ابو عبیدہ جیسے کامل
 فن تھے۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ نہایت نصیح و بلیغ
 و لطائف و ظرائف حاضر جوابی و ذہانت میں بے مثل

تھے۔ ایک اور نابینا ابوالیٰ اس کے ہم عصر تھے دونوں میں
مقابلہ رہتا تھا۔ ان معرکوں میں جو لطیفے اور مزہ دار شعر
ہوئے وہ مشہور ہیں ابوالعینا ایک روز ایک وزیر کی
مجلس میں حاضر تھے۔ برکیوں کے فضل و جود کا ذکر
ہو رہا تھا یہ بھی اپنی فصاحت و بلاغت صرف کر رہے
تھے جب بہت تعریف ہوئی تو وزیر رشک سے بچپن
ہو کر کہنے لگا کہ یہ سارے مبالغے اور لکھنے والوں کے
جھوٹے بیان ہیں۔ ابوالعینا نے بیاختہ کہا کہ وزارت
نائب کی نسبت یہ مبالغے کیوں نہیں کیے جاتے۔ وزیر
یہ گرم فقرہ سن کر سرد ہو گیا اور تمام حاضرین ابوالعینا کی
جرات پر دم بخود رہ گئے۔ ایک روز وزیر ابن ذہب کے
حضور میں اپنی پریشانی کی شکایت کر رہے تھے ابن ذہب
نے کہا کہ میں نے تمہاری نسبت ابن المدبر کو لکھا تھا۔
ابوالعینا نے کہا بجا ہے مگر حکم ایسے شخص کو دیا گیا جو خود
مدتوں شکستہ حال بتلائے زنداں اور مصائب کا نشانہ
رہا ہے اس بیچارہ میں ہمت کہاں۔ وزیر (ازراہ طنز)
تنبہ ہی اُسکو پسند کیا تھا۔ ابوالعینا میں نے بیشک

انتخاب کیا مگر میں مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی انتخاب فرمائے انہیں سے ایک بھی ٹھیک نہ نکلا۔ آنحضرتؐ نے اپنی پیشی کے واسطے عبداللہ ابن سعد کو پیشہ فرمایا وہ کبخت مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا۔ حضرت علیؑ نے ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا انہوں نے انہیں کے مضر فیصلہ کیا ایک روز وزیر ابوالعینہ کے یہاں پہنچے وزیر نے دیکھ کر کہا اخاہ ابوالعینہ مدت میں آئے۔ کہاں رہے۔ ابوالعینہ جناب میری سواری کا گدھا چوری جاتا رہا۔ وزیر۔ ہاں ایسے جاتا رہا۔ ابوالعینہ وزارت پناہ میں چور کے ہمراہ تھا جو یہ بتاؤں کہ کس طرح چوری گیا۔ وزیر اچھا تو تم دوسری سواری پر چلے آئے ہوتے ابوالعینہ۔ تنگدستی نے دوسری سواری خریدنے ندی۔ حیت نے کرایہ دار کا تقاضا گوارا نہ کیا۔ مستعار مانگنے کی ذلت دل کو ناگوار تھی پھر دوسری سواری کیونکر مہیا کرتا۔ ایک دن صادق ابن مخلد سے ملنے گئے جو اسی زمانہ میں نصرانی مذہب ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے جب اندر جاتے کی اجازت چاہی تو خادم نے

کہا نماز میں مصروف ہیں۔ ابوالعینا نے کہا۔ لکل جدید لذۃ
 لوگوں نے ایک روز کہا ابوالعینا آخر کب تک مدح اور
 ہجو کیے جاؤ گے کہا جب تک نیک کام کرنے والے نیک
 اور بُرے کام کرنے والے بُرے کام کیے جائیں گے۔ البتہ
 خدا سے یہ میری التجا ہے کہ بچھو کا خواص مجھ کو نہ دے
 جسکے ڈنک سے نبی اور ذمی کوئی نہیں بچتا۔ ایک مرتبہ
 خلیفہ متوکل کے نو تعمیر قصر جعفری میں گئے خلیفہ نے
 پوچھا ابوالعینا قصر جعفری کیسا ہے۔ ابوالعینا نے برجستہ
 جواب دیا۔ ان الناس بنوا الدار فی الدنیا و انت
 بنیت الدنیا فی الدار یعنی لوگوں نے دنیا میں گھر
 بنائے ہیں اور آپ نے محل میں دنیا بسادی ہے۔
 متوکل اس تعریف سے بہت خوش ہوا اور مسرور ہو کر
 پوچھا کہ شراب کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ کہا کہ
 تھوڑی پر صبر نہیں کثرت میں رسوائی ہے۔ خلیفہ نے
 کہا اس قصہ کو دور مارو آج سے خلافت کے اندیوں
 میں داخل ہو جاؤ۔ ابوالعینا نے عرض کی کہ جا پنا
 میں اندھا آدمی ہوں۔ دربار خلافت میں جھکو حاضری

کا شرف حاصل ہوتا ہے وہ امیر المومنین کی خدمتگزاری کرتے ہیں۔ میں اولیٰ خدمت کا محتاج ہوں بادشاہوں کی نظر کسی روز سیدھی ہوتی ہے اور دل میں ملال ہوتا ہے۔ کسی روز نگاہ پھری ہوئی ہوتی ہے لیکن دل میں گنجائش ہوتی ہے۔ میں آنکھیں نہونے کے سبب ان حالتوں میں امتیاز نہ کر سکتا تھا۔ اور کسی روز مارا پڑا ہوا تھا۔ پس اس مصیبت سے گوشہ عافیت اچھا کر متوکل اس جواب سے مکدر ہوا اور کہا کہ بھنے مٹا ہے تم لوگوں سے بدزبانی بہت کرتے ہو ابو العینار خدا نے بھی مرع اور دم دونوں فرمائی ہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے نَعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ دوسری جگہ فرماتا ہے هَمَّاكَ مَشَاءُ بِنِعْمِ مَنَّا الْخَيْرِ مَعْتَدٍ اُنِیْمِ اور ایک شاعر کا قول ہے اِذَا اَنَا بِالْمَعْرُوفِ لَمَّا اُنْ صَادِقًا وَكَلَّمَ اَشْتَمِ الْاِنْسِ لِلنِّیْمِ اَلْمَدَامَا فَفَیْمَ عَرَفْتُ الْخَيْرِ وَالشَّرَّ اَسْمَا وَبِمَشَقِّ لِي الْمَسَامَحَةِ وَالْفَمَا یعنی اگر میں راستباز کی ثنا اُسکی خوبی پر نکروں اور کاہل دلی الطبع بد خو کو بُرا بھلا نہ کہوں تو بھلائی اور بُرائی یہ دونوں نام بیکار ٹھہرے اور مجھکو جو کان اور

زبان ملی تو کیوں ^{۲۲۵ھ} میں یہ واقعہ ہوا کہ دربار خلافت
 نے ابن سلمہ نامی ایک شخص کو موسیٰ اصفہانی کے سپرد کیا
 مقصود یہ تھا کہ اُس سے خزانہ شاہی کا مطالبہ وصول کیا
 جائے۔ اصفہانی نے سختی کے ایسے جوہر دکھائے کہ وہ
 بیچارہ جان سے جاتا رہا۔ اسکی خیر نیاشب خلیفہ کو پہونچی
 اُسی روز ابو العینا کسی امیر کے یہاں بیٹھے تھے امیر نے
 اسے پوچھا کہ ابو العینا ابن سلمہ کی کیا خبر ہے انھوں نے
 جواب میں یہ آیت پڑھی فَوَكَّزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ يَهْلِفُهُ
 شہرت کے زور میں خود موسیٰ کے کانوں تک جا پہونچا۔
 دوسرے روز موسیٰ اور ابو العینا سے راستہ میں مٹ بھیر
 ہو گئی۔ موسیٰ نے ڈانٹا تو ظالم نے بیساختہ یہ آیت پڑھ دی
 اَنْتَ لِيَا اِنْ تَقْتُلْنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بَاِلَاصِّ سَلَمَہ میں یہ جوہر
 بے ہا پیوند خاک بغداد ہو گیا۔

ابو بکر بخمی عبداللہ نام۔ ثقہ ہیں احمد ابن کامل کا بیان
 ہے کہ میں نے ^{۲۲۵ھ} میں اُنکے مکان پر جا کر علم حاصل
 کیا۔ موسیٰ نے اُنکے ایسا نکارا کہ اسکا کام تمام کر دیا ۱۱ عہہ کیا تو یہ چاہتا ہوا کہ جھکو
 اُسی طرح مار ڈالے جس طرح کل قواکب شخص کو قتل کر چکا ہے۔

طبقات الادبا میں اسقدر انکا حال لکھا ہے ۔

ابو جعفر نخوی - محمد نام بڑے رتبہ کے قاری اور فن نویس
کامل ابو معاویہ نابینا کے شاگرد ہیں ابن المرزبان وغیرہ
اسکے شاگرد تھے روایت میں ثقہ ہیں ایک کتابا نویس
تصنیف کی اور ایک قراءت میں - ۳۱۰ ہجری میں رحلت کی
ابوالاعلا معری - احمد نام - والد کا نام عبداللہ - خاندان
عرب کا قبیلہ مشہور قضاہ - علامہ عصر اور فنون ادب
کے عالی رتبہ کامل تھے - ۲۷۰ ربيع الاول ۳۶۳ھ کو
معمرہ (واقع ملک شام قریب حماہ) میں پیدا ہوئے -
چار برس کا سن تھا کہ چیچک نکلی اور آنکھیں اُسکی
نذر ہو گئیں - سیدھی آنکھ کو سپیدی نے تاریک کر دیا
تھا اور بائیں بالکل بیٹھ گئی تھی - نحو اپنے والد سے
معمرہ میں پڑھی شوق طلب نے وطن چھوڑ دیا اور طلب
پہونچکے فن مذکور کی ابن سعد نخوی سے تکمیل کی گیارہ
برس کی عمر میں شعر کہنے لگے - ۳۹۰ھ میں بغداد آئے -
مگر زیادہ نہیں ٹھہرے دوسرے سال پھر آئے اُس
زمانہ میں علم کی طلب مسلمانوں کے دل سے ایسی لگ رہی

تھی کہ نابینا بھی ایک جگہ آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔
 شہر در شہر پھرتے اور جہاں چہنمہ علم و فن دیکھتے سیراب
 ہوتے۔ غرض دوسری مرتبہ بغداد آئے تو ایک برس سات
 بیسے رہے۔ جب اس دار الکمال سے سند تکمیل پالی
 تو اپنے وطن کو واپس گئے اور علم کی خدمت میں مصروف
 ہوئے۔ طلباء جوق جوق اطراف ملک سے اُنکے پاس
 آنے لگے۔ ایک طرف سلسلہ درس جاری تھا دوسری جانب
 سلسلہ تصانیف جو نامور علما و زرا اور ذی رتبہ لوگ اُنکے
 ہم عصر تھے اُنسے برابر خط کتابت رہتی تھی۔ ابو العلاء نے
 ازراہ ظرافت اپنا لقب رہین الحسین رکھا تھا۔ یعنی دوہرے
 قید خانہ کا قیدی۔ ایک نابینا دوسرے خانہ نشین پستیائیس
 برس گوشت نہیں کھایا۔ اس بارہ میں حکماء قدیم کے
 ہتھیال تھے کہ اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لیے کسی
 کی جان لینا زہیا نہیں۔ حافظ سلفی فرماتے ہیں کہ میں
 بچپن میں اپنے چچا کے ہمراہ ابو العلاء کی زیارت کو گیا تھا۔
 ایک اُونی جانناز پر بیٹھے ہوئے تھے مجھ کو دیکھ کر پاس بلایا
 اور شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے دیکھا کہ اُنکے

چہرہ پر چھپک کے داغ تھے اور جسم ڈبلا پتلا تھا۔ تم کلامہ
 ابوالقاسم سنوخی اور خطیب تبریزی جیسے ادیب علامہ
 اُنکے شاگرد تھے۔ فہرست تصانیف پر نظر ڈالیے تو قوت
 کمال پر حیرت ہوتی ہو علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ اُنکی
 بہت سی تصانیف مشہور ہیں منجملہ اُنکے یہ ہیں۔ لزوم
 مالایم بائخ جز کی ایک نظم ہے۔ سقط الزند۔ یہ بھی نظم
 ہے۔ ضو السقط یہ سقط الزند کی شرح ہے۔ سنا ہے کہ
 کہ ایک اور اُنکی تصنیف فن ادب میں ہے جسکا نام
 الایک و التصریوں ہے۔ یہ سوجلد میں ہے۔ ایک شخص نے
 مجھے (ابن خلکان سے) بیان کیا کہ کتاب مذکور کی ایک
 جلد میں نے دیکھی تھی جو ایک سو ایک وین تھی۔ شخص
 مذکور کا قول ہے کہ مجھکو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ جلد مذکور
 غائب کتاب تھی یا اُسکے بعد اور جلدیں بھی تھیں۔ دیوان
 متنبی کی شرح لامع عزیزی لکھی اس شرح کی بڑی
 تعریف ہوئی۔ ابوالعلا نے تعریف سنی تو فخر یہ
 لے میں کہا کہ متنبی نے گویا میرے ہی حق میں یہ
 بیشین گوئی کی تھی۔

اَنَا الَّذِي نَظَرْتُكَ اَعْمٰی اِلٰی اَدَبِیِّہِ وَاسْمَعْتُ کَلَمًا فِی مَعْنٰیہِ بِصَمِّہِ
 دیوان ابوتمام کا انتخاب کیا اور اُس انتخاب کی شرح لکھی
 اور ذکری جیب - نام رکھا - اس نام کا لطف اہل ذوق
 جانتے ہیں - گویا علامہ معری نے یہ پیش گوئی میرے
 حق میں کی تھی کہ ایک روز جیب الرحمن میرا ذکر کرتا ہوگا
 دیوان تجری کا بھی انتخاب کیا اور اُس کا نام غیث الولید
 رکھا - دیوان تنبی کا انتخاب کر کے مجھ احمد نام رکھا ان
 انتخابوں میں جقدر اشعار شکل تھے سب کی شرح لکھی
 اور یہ بتلایا کہ ان میں کون کون سا مضمون دوسروں کے
 کلام سے ماخوذ ہے اُنپر جو اعتراض تھے وہ لکھے اور
 اُنکا جواب دیا اُنکی غلطیوں کی توجیہ کی - بعض جگہ خود
 گرفت کی - ۱۲۴ھ میں چار روز بیمار رہ کر وفات پائی
 وفات سے ایک روز پہلے اپنے چچرے بھائی سے وصیت
 لکھنے کی فرمائش کی وہ دواست قلم لیکر بیٹھے - ابو العلاء
 نے وصیت کی نگرہ بے جوڑ جس سے حاضرین کو یقین ہو گیا

عین وہ ہون کہ اندھے نے میرے ادب کو دیکھا اور میرے کلام کو بہرے نے سنا جن اتفاق کا
 کرشمہ دیکھو مصرع اول مصرع کے مناسب حال تھا - دوسرا مصرع معری کے سوانح نگار ثرانی کو مناسب حال تھا

کہ دم واپس قریب ہے۔
ابو الحسن مصری فقیہ شافعی منصور نام فقہ کے جلیل القدر
 امام۔ ہر علم میں ماہر اور بڑے رتبہ کے شاعر ہیں جزیرہ
 رملک مابین دجلہ و فرات کے مشہور شہر راس عین کے
 باشندے تھے علم کی خاطر وطن چھوڑ کر مصر آئے اور یہاں
 امام شافعی اور اُنکے شاگردوں سے علم فقہ کی تکمیل کی
 فقہ شافعی میں اُنکی بہت سی عمدہ تصانیف ہیں منجملہ
 اُنکے الواجب۔ المستعمل۔ المسافر اور الہدایہ ہیں۔ شعر
 بہت اچھا کہتے تھے۔ شیخ ابواسحق شیرازی نے طبقات
 الفقہاء میں انکا یہ کلام نقل کیا ہے ۵

عَابَ النَّفَقَةِ قَوْمٌ كَأَقْوَلِ لَهْمٍ وَمَا عَلَيْكَ إِذَا عَاجَلُوكَ مِنْ ضَرْبٍ
 مَا ضَرَّ شَمْسَ الظُّلْمِ وَالشَّمْسُ كَالْعُشَّةِ أَنْ لَا يَرَى ضَوْعُهَا مِنْ لَيْسَ ابْصَرِ
 قُطْبُ پڑا اور منصور کو بجد تکلیف ہوئی۔ صعوبت اُٹھانے
 کی ایک حد ہے جب مضطرب ہوے تو شب کو
 مکان کی چھت پر چڑھے اور بہ آواز بلند یہ کلام پڑھا۔

عہ فقہ کو بے عقل لوگ بُرا کہتے ہیں اُنکے ہر لفظ سے فقہ کا کچھ نقصان نہیں باندھو روشن آفتابی
 روشنی کو اندھانہ کیجئے تو اندھا بگا کیا نقصان ہے ۱۲

الْفَيَافِثُ الْغِيَاثُ يَا اِحْدَادُ خُجَلِجَانَكُمْ وَاَنْتُمْ عِبَادُ
 اِنَّمَا عَسْنُ الْمَوَاسَاةُ فِي لَشَدَّةٍ كَلِمَتَيْنِ تَرْخُصُ الْاَسْعَادُ
 اس کلام کی یہ تاثیر ہوئی کہ صبح کو منصور کے دروازہ
 پر گھیسوں کا ایک انبار عظیم لگا ہوا تھا۔ جمادی الاول
 سنہ ۱۰۰۰ میں وفات پائی۔

ہشام نخوی - ابو عبد اللہ کنیت - والد کا نام معاذ یہ کوثر
 کے باشندہ تھے نخو کے مشہور امام کسائی کے خاص
 شاگرد ہیں۔ ایک روز اسحق ابن ابراہیم خلیفہ امویں کے
 دربار میں گفتگو کر رہا تھا ایک جگہ غلط لفظ زبان سے
 نکلا۔ خلیفہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ اسحق سمجھ گیا کہ غلطی
 ہوئی۔ دربار سے نکل کر سیدھا ہشام کی خدمت میں آیا
 اور فن نخو کی تحصیل شروع کر دی۔ کیا زمانے تھے اور
 مسلمانوں کے تربیت کے کیسے سامان مہیا تھے خلیفہ مربی
 بالکمال اساتذہ فن بکثرت موجود۔ مسلمانوں کی حمیت جاس
 اور طبیعتوں میں علم کا شوق - نتیجہ یہ تھا کہ ہر طرف

اسے احرار الفیاف اتم دریا ہو ہم تمھاری نہریں ہیں۔ گرانی میں سلوک
 خوب ہوتا ہو نہ جب کہ نفع ارزان ہو۔ ۱۲

غفلۂ کمال بلند تھا کتاب القیاس و کتاب المختصر اعلیٰ تصنیف
 ہیں سلفہ میں وفات پائی۔

ابو العباس رازی - احمد نام - بصیر لقب - شہر رے
 وطن - نابینا پیدا ہوئے حافظ حدیث اور اس فن کے
 ماہرین میں ہیں - ذکاوت کے جوہر چہرہ سے عیاں تھے -
 احمد ابن محمد سے علم حدیث حاصل کیا - آنکھیں نہ تھیں
 پانچ تو تھے شوق علم میں وطن سے کھل کھڑے ہوئے -
 بخارا اور نیشاپور پہنچے اور ابن ہلال و ابو العباس
 اصم سے حدیث پڑھی اتفاق دیکھو شاگرد و استاد ہمنام
 اور ہمدرد - ایک بصارت سے دوسرا سماعت سے معذور
 مگر تعریف یہ کہ دونوں خدمت علم میں کمر بستہ اور دونوں
 خدمت علم کی بدولت خلعت کمال و ہیکنامی سے ممتاز -
 خیر بلخ گئے اور وہاں ابن طرخان سے سماعت حدیث
 کی - جب شاگردی کا دور ختم ہو کر اُستادی کا وقت آیا تو
 فضل و کمال کی شکست یعنی بغداد آئے اور درس حدیث
 دیا - بغداد اور بلخ کا فاصلہ دیکھا جائے تو ڈیڑھ ہزار
 میل ہوتا ہے اگر ابو العباس کی تمام مسافت سفر کی تعداد

جمع کی جائے تو غالباً دو ہزار میل سے زیادہ ہوگی ۔
یہ اگلے نابینا مسلمانوں کے سفر تھے ۔ جنگی آنکھیں تھیں
اُنکا تو ذکر ہی کیا ۔ امام ابو حاتم رازی نے ایام طالب علمی
میں نو ہزار میل سے زیادہ مسافت پیادہ پاٹے کی تھی ۔
جب نو ہزار سے میلوں کی تعداد بڑھ گئی تو اُنھوں نے
شمار کرنا چھوڑ دیا ۔ آجکل کے طالب علموں کی سیاحت
ابوالعباس کی سیاحت کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ ہمارے
دوستوں کی حمت ریل کے سفر کو غالباً ابوالعباس کے
کٹھن سفر کے مقابلہ میں لانا گوارا نہ کریگی ۔ ازہری وغیرہ
بہت سے علمائے حدیث ابوالعباس کے شاگرد ہیں خلیب
بغدادی نے اُنکی توثیق کی ۔ اور امام دارقطنی نے اُنکی
چیدہ روایتیں قبول کی ہیں ۔ امام ابن ابی حاتم کے
مستملی رہے ^{۹۹} مسند میں جسمانی حیات کا خاتمہ ہو گیا ۔
مگر علمی زندگی آج تک قائم ہے اور صد ہا برس اور
قائم رہیگی ۔

سعد ان شہیدی ۔ ابو عثمان کنیت ۔ والد کا نام مبارک
وطن بغداد خلیفہ ہمدانی کی جاریہ فاتحہ کے موالی میں

تھے اور فن ادب میں کامل ابو عبیدہ کے شاگرد ہیں مفصلہ
 ذیل کتابیں تصنیف کیں کتاب خلق الانسان - کتاب الوحوش
 کتاب الارض والمیاء والجمال والبحار۔

وراق نحوی - ابوالحسن کنیت - محمد نام - والد کا نام ہبہ اللہ
 اُنکے دادا ابوالحسن بھی نحوی تھے خلیفہ بغداد قائم بامر اللہ
 نے اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے انکو طلب کیا۔ جب یہ
 دربار میں پہنچے تو قیاب نے آواز دی کہ امیر المؤمنین
 کے حضور میں پہنچ گئے۔ زمین کو بوسہ دو۔ ابوالحسن نے
 شان علم کو بالا رکھ کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہِ
 بیٹھ گئے خلیفہ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ قریب آجاؤ۔
 یہ آگے بڑھ گئے۔ خلیفہ نے اور قریب آنے کی فرمائش کی
 یہ اور بڑھ گئے۔ غرض قائم بامر اللہ نے یہاں تک قریب بلالیا
 کہ انکا زانو خلیفہ کے زانو سے مل گیا۔ اسکے بعد قائم
 بامر اللہ نے فن عروض میں سوالات کئے۔ انھوں نے
 مفصل جواب دیے پھر فن نحو کے مسائل دریافت کیے
 انھوں نے اُسی شان سے جواب دیے۔ جب دربار
 سے اُٹھ آئے تو وکیل دربار نے آکر کہا کہ مولانا امیر المؤمنین

فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علم کا دریا ہو رمضان مبارک ۲۰۹ھ
 میں جمعہ کے روز قبل نماز جمعہ وفات پائی ہفتہ کو دفن ہوئے
 شاعر مشہور علی قیروانی۔ شہر قیروان (واقع شمالی افریقہ)
 کے رہنے والے تھے اور فن قرأت میں کامل شہر سب سے
 رواقع ملک مراکوم میں کلام مجید کی تعلیم قرأت کے
 ساتھ دی۔ قرأت نافع میں ایک قصیدہ ۲۰۹ شعر کا
 لکھا ہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا اُس میں کہتے ہیں
 اَقُولُ لَكَ وَقَدْ حَيَا بِكَ اَسِي كِهَامِنْ مَسْلِكِ رَيْقَتِهِ خَتَامُ
 اَمِنْ خَلَا يَكْ يَعْصِرُ قَالَ كَلَّا مَتَى عَصَرَتْ مِنْ اَوْدِ الْمَلَامِ
 طبیعت کا میلان اجمو کی طرف زیادہ تھا۔ پانچویں صدی
 ہجری کے وسط میں جب قیروان برباد ہوا تو اُنکوٹون
 چھوڑنا پڑا طنجب۔ (واقع ملک مراکوم) میں آکر رہے۔
 وہاں سے اندلس پہنچے۔ اندلس میں اُن دنوں ادب
 کا بہت چرچہ تھا۔ یہ پہنچے تو بادشاہوں نے

۷۷ ساتی نے ایک جام (جس میں اُسکے لعاب دہن کی آمیزش تھی) بھجو دیکر زندہ کر دیا تو
 میں اُس سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تیرے رخسار دن سونے کیلئے ہے وہ کہتا ہے نہیں! کہیں گلاب
 کے پھل سے شراب کھنچا کرتی ہے۔

ہاتھوں ہاتھ لیا اور بڑی قدر کی۔ اندس سے پھر طنخہ چلے آئے اور یہیں مشہد میں انتقال کیا۔

ابو القاسم عمر نخوی۔ ثنائیں ملک جزیرہ کا ایک گائوں تھا جسکی خاک کے بہت سے علما پیدا ہوئے یہ بھی اُسی گائوں کے فخر تھے۔ امام سخا بن جنی کے شاگرد ہیں۔ ابن جنی کی دو تصنیفوں کا نام ملح ہے۔ ایک صرف میں ہے دوسری سخو میں انھوں نے دونوں کی شرح لکھی۔ ملح سخو کی شرح بہت نفیس لکھی اور حق شرح نگاری ادا کیا۔ انکی ذات سے بہت کثرت سے لوگ فیضیاب ہوئے بغداد میں پڑھاتے تھے۔ ابن برہان سے مقابلہ رہتا تھا۔ خواص ابن برہان کے یہاں اور عوام اُنکے درس میں آتے۔ مشہد میں انتقال ہوا۔

امام شاطبی۔ ابو محمد کنیت۔ قاسم نام۔ شاطبیہ کے باشندہ تھے جو مشرقی اندس کا ایک بڑا مردم خیز شہر تھا مشہد میں پیدا ہوئے فن قرأت کے مشہور امام ہیں علاوہ قرأت کے تفسیر حدیث کے زبردست عالم اور فن نحو و لغت میں بنیظیر تھے۔ علم تعبیر سے بھی واقف تھے۔

فن قراوت قاری ابو عبداللہ اور ابوالحسن اندلسی سے اور علم
 حدیث ابن سعاده خزرجی و حافظ ابن النعمه وغیرہ سے
 حاصل کیا صحیح بخاری و مسلم و موطا پر ایسا کامل عبور
 تھا کہ جب طلباء پڑھتے تو یہ اپنے حافظہ سے اُن کے
 نسخوں کی صحت کراتے جاتے۔ اور کثرت سے نکات
 بیان کرتے۔ قول و فعل دونوں میں نہایت راستباز
 تھے۔ کلام فضول سے سخت احتیاط تھی اور ہرگز بے
 بے ضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ مرض کی شدت میں
 ہاے۔ وادیلہ تو بڑی چیز ہے کبھی حرف شکایت زبان
 پر نہیں آتا تھا جب کسی نے مزاج پرسی کی "خیریت" ہے
 کہہ کر خاموش ہو گئے۔ علم قراوت با وضو پر تکلف لباس
 پہنکر نہایت خضوع و خشوع اور انکسار کے ساتھ پڑھاتے
 مشہد میں مصر گئے اور سلطان صلاح الدین کے ہاکمال
 وزیر قاضی فاضل کے ہاں ہوئے۔ وزیر مصر نے
 ہمان عزیز کی یہ ضیافت کی کہ خاص انکے لیے ایک
 مدرسہ تعمیر کرایا۔ امام شاطبی مدرسہ مذکور میں کلام مجید
 قراوت نحو و لغت پڑھایا کرتے تھے۔ علامہ ابن خلکان

فرماتے ہیں کہ اُنکی ذات نے ایک عالم کو فیض پہنچایا۔
 میں نے مصر میں بہت سے اُنکے شاگرد دیکھے۔ ۲۸
 جمادی الاول روز یکشنبہ ۹۵۷ھ کو بعد عصر ۵۳ برس
 کی عمر میں وفات پائی۔ فاضل مینبان نے بعد وفات
 بھی بالکمال ہمان کی مفارقت گوارا نہیں کی یعنی امام
 شاطبی اُسی مقبرہ میں دفن ہوئے جو قاضی فاضل نے
 اپنے لیے بنوایا تھا۔

محب الدین حسن بلی۔ ابوالبقاؤ کنیت۔ عبداللہ نام۔
 بغداد کے رہنے والے۔ علم حساب۔ فرائض اور نحو میں
 کامل تھے۔ ۳۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ فن نحو ابن خشاب
 وغیرہ اساتذہ فن سے پڑھا۔ حدیث کی سند امام طاہر
 مقدسی وغیرہ سے حاصل کی۔ زندگی ہی میں درودور
 مشہور ہو گئے تھے۔ شہرت ایک مخلوق کو اُنکے آستانہ
 پر کھینچ کر لائی۔ اور جو آئے دولت علم سے مالا مال گئے
 اُنکی اخیر عمر میں یہ مان لیا گیا تھا کہ فنون بالا میں وہ یکتا
 روزگار تھے۔ نحو کی خدمت زیادہ کی۔ اس فن میں
 بہت سی مفید کتابیں لکھیں۔ اُنکی تصانیف کے

حسب ذیل نام علامہ ابن خلکان نے لکھے ہیں۔ شرح
 ایضاح ابو علی فارسی۔ شرح دیوان متنبی کتاب اعراب القرآن
 الکریم۔ کتاب اعراب الحدیث۔ شرح اللمع لابن جنی۔
 کتاب اللباب علی نحو میں۔ کتاب اعراب شعر الکاسہ۔
 شرح مفصل زحشری۔ شرح خطب نہایتہ۔ شرح مقامات
 حریری۔ انکے علاوہ فن حساب میں بھی متعدد تصانیف
 تھیں۔^{۳۲} میں بمقام بغداد راہی ملک بقا ہوئے۔
 ابن الدہان نحوی۔ مبارک نام۔ ابوبکر کنیت۔ وجیم
 لقب شہر واسطہ کے چشم و چراغ^{۳۳} میں پیدا ہوئے
 وطن میں کلام مجید حفظ کر کے ابتدائی علوم تحصیل کیے۔
 اُسکے بعد بغداد آئے اور محلہ منفریہ میں سکونت
 اختیار کی ابن الانباری اور ابن خثاب سے ادب پڑھا
 علامہ ابن الانباری سے زیادہ مستفیض ہوئے۔
 حدیث طاہر مقدسی سے سیکھی۔ فقہ حنفی کی بھی تحصیل کی۔
 پہلے حنبلی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ مدرسہ نظامیہ میں
 واقعہ کی جانب سے یہ شرط تھی کہ فن نحو کا مدرس
 شافعی مذہب ہو۔ اس منصب کے لیے حنفیت کو

چھوڑ کر شافعی بن گئے۔ ایک شاعر کو انکی مذہبی آزادی
دیکھ کر بہت غصہ آیا اور یہ شعر لکھے۔

وَمَنْ مَّيْلًا عَنِّي الْوَحْيَ رِسَالَةً وَإِنْ كَانَ لَا تُجِدِي الْكِبَرِ الرِّسَالَةَ
مَنْ هَبَّتِ لِلتَّعْمَانِ بَعْدَ بَنِي خَلِيلٍ وَذَلِكَ لَمَّا اعْوَزْتَكَ الْمَاكِيلُ
وَمَا احْتَرَزْتَ قَوْلَ الشَّافِعِيِّ نَدِيًّا وَاللَّيْمَا تَهْوَى الَّذِي مِنْهُ حَاصِلُ
وَعَمَّا قَلِيلٍ أَنْتَ لَا شَكَّ مَدَارُو إِلَى مَالِكٍ فَافْطِنُ لِمَا أَنَا قَائِلُ

کلام مجید کی تعلیم بہت کی مزاج میں بخل اور ادعا تھا
با اینہم بہت خوش طبع تھے سلسلہ میں رحلت کی۔

شاعر مشہور ابن منصور - ۱۳ - جمادی الآخر کو بعد عصر

نشہ میں شہر رقبہ میں پیدا ہوئے - ۱۴ برس کی عمر میں
چچک نکلی اور آنکھیں جاتی رہیں - لڑکپن میں بغداد
آئے کلام مجید حفظ کیا اور اُس دارالفضل میں جو تحصیل علم
کے سامان مہیا تھے اُنسے پورا نفع اُٹھایا - ہر مجلس میں

عہ میری طرف سے کوئی یہ پیام دجیہ کو پہنچا دے - (اگرچہ پیاموں سے اُسکو کچھ نفع نہیں)

کہ امام جنبل کے بعد تو نے ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کیا اور یہ اُس وقت جبکہ کھانے پینے کی تنگی

ہوئی - امام شافعی کا مذہب تو نے دیانت داری سے تھوڑا ہی قبول کیا ہو بلکہ جو جس آمدنی ہوگی وہی نظر

آئین شہر نہیں کہ تو ایک روز خدا کے سامنے جائیگا پس جو میں کہتا ہوں اُسکو غور سے سن لے ۱۲

گئے اور فیض حاصل کیا۔ حدیث قاضی ابوبکر۔ ابوالبرکات
 اور ابوالفضل وغیرہ سے پڑھی۔ ادب ابن الجوالیقی سے
 سیکھا۔ فقہ حنبلی حاصل کی۔ نہایت پرہیزگار اور
 زاہد تھے۔ خلفا امرا اور وزرا کی مح میں قصائد لکھے۔
 شعر بہت اچھا کہتے تھے ایک دیوان یادگار رہا۔
 میں بمقام بغداد رہا۔ علم آباد ہوئے۔
صالح الدین۔ ابوالخزم کہتے۔ مکی نام۔ آٹھ نوہرے کی
 عمر میں اندھے ہو گئے تھے ماکین (واقع ملک جزیرہ)
 ایک چھوٹا سا شہر نہر خابور کے کنارہ بتا تھا جو عمارت
 کی خوبی میں بڑے بڑے شہروں کا مقابلہ کرتا یہ
 وہیں پیدا ہوئے۔ انکے والد جو چڑے کا کام
 کرتے تھے ناداری کی حالت میں مرے اور سوائے
 افلاس کے پس ماندوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔
 ایک بی بی ایک بیٹی اور ایک بیٹا یہ اُس بھاری ترکہ
 کے وارث ہوئے ماں بچاری جب تنگدستی کے ہاتھوں
 تنگ آگئی تو بیٹے سے گھبرانے لگی۔ انھوں نے ماں
 کی حالت زار اور اُسکے دل چرسانے کی کیفیت دیکھی

تو نکل کھڑے ہوئے۔ اور موصل پہنچے یہاں کلام مجی
اور فن ادب پڑھا۔ موصل سے بغداد آئے اور ائمہ
ادب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن انباری۔
ابن خشاب۔ ابن الدہان وغیرہ بالکالوں کے فضلو کمال
سے استفادہ کیا۔ علم حدیث بھی سیکھا۔ فارغ التحصیل
ہو کر پھر موصل آئے اور پڑھانا شروع کیا۔ علم و فضل
کی قوت شہرت کو شہر در شہرے پہنچی اور جوق جوق
طلبا ان کے درس میں آنے لگے ابن مستوفی نے تاریخ
اربل میں انکا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے۔ جامع فنوں
ادب۔ حجت کلام عرب۔ انکی دانشمندی اور دینداری
پر سب کا اتفاق ہے اور علم و فضل پر سب کا اجماع۔
حدیث کا علم بہت وسیع تھا۔ اپنی ذات کو کلام مجید
اور ادب کے سارے شعبوں کی تعلیم کے لیے وقف
کر دیا تھا۔ شعر خوب کہتے تھے۔ ابو العلامرے کے زیادہ
مقتد تھے اور انھیں کے طرز کا تتبع کرتے تھے۔
تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو وطن یاد آیا اور ماکین
پہنچے۔ بچپن میں وہاں کے لوگ کیلکی کہا کرتے تھے

جب یہ عالم بنکر لوٹے تو اہل وطن نے اپنے شہر کا فخر
 سمجھ کر انکو نہایت خوشی سے لیا۔ صبح کو یہ حمام جاتے
 تھے۔ راستہ میں سنا کہ ایک عورت اپنے بالا خانہ پر
 بیٹھی اپنے ہمنشین سے کہہ رہی تھی کہ تھنے سنا فلانے
 کا بیٹا کیسکی آیا ہے یہ اپنا نام بگڑا ہوا سنکر بگڑ گئے
 اور کہنے لگے کہ جہاں میرا نام بگاڑا جائے وہاں میں
 نہیں ٹھہر سکتا اور فوراً موصل کو چل دیے۔ اخیر عمر میں
 شام کی پاک سرزمین کا سفر کیا۔ بیت المقدس گئے
 وہاں سے حلب اور حلب سے موصل۔ رمضان ۳۲۷ھ
 میں موصل آئے تھے شوال میں وصال ہو گیا۔ اور
 اپنے استاد ابن الدہان کے پہلو میں آسودہ ہوئے۔
 ناقداری محدث۔ ابوبکر کنیت۔ محمد نام۔ ناقدار
 کے رہنے والے تھے لڑکپن میں بغداد آئے اور علم
 حاصل کیا۔ فن حدیث میں ممتاز تھے۔ فن رجال
 اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ میں یکتا اور مستند
 علیہ مانے گئے ہیں شہدہ میں وفات پائی۔ انکی
 صاحبزادی عجیبہ کامل باپ کی کامل بیٹی فن حدیث

لی امام وقت اور اپنے عہد میں علوِ روایت میں
بے نظیر تھیں۔

جمال الدین سیکی نام۔ علم ادب میں علامہ دہر تھے
اور سید الشعرا کے لقب سے ممتاز حنبلی مذہب عابد
دزاہد تھے ۷۵۰ھ میں وفات پائی۔

کمال الدین۔ علی نام نسباً عباسی۔ مصر کے باشندے
تھے اور فنِ قرأت میں کامل اور یادگار سلف اسی وجہ
سے شیخ القلقب پایا امام و میا طی فنِ قرأت میں
انکے شاگرد ہیں ساتوں قرأتیں امام ممدوح نے انھیں
سے حاصل کی تھیں۔ ۹۸ برس کی عمر میں ۷۶۱ھ
میں رحلت کی۔

قاری جمال الدین۔ احمد نام۔ فنِ قرأت کے امام
تھے۔ ۷۶۲ھ میں سنِ کمولت میں بمقامِ قتاہرہ
مرحوم ہوئے۔

البواسحق عراقی۔ ابراہیم نام۔ ملک عراق
میں فنِ قرأت کے امام مانے گئے ہیں ۷۶ برس کی
عمر میں ۷۵۵ھ میں انتقال کیا۔

اسمعیل ابن احمد مفسر تھے۔ اصابہ میں حافظ ابن حجر
نے جا بجا ان کے اقوال سے استشہاد کیا ہے۔ مزید
حالات نہیں معلوم ہوئے۔ فقط۔

صدیق بک ڈپو۔ لکھنؤ

ہندوستان

بھریں اردو زبان کی بہترین تالیفات و تصانیف کا واحد
مخزن ہے۔
جہاں

تقریباً وہ تمام مطبوعات جمع ہیں جو جدید دور میں طبع ہوئی ہیں اور
جن سب کا کہیں اور ایک ہی جگہ دستیاب ہونا مشکل ہے۔
اگر

آپ ان کتابوں کی فراہمی کی زحمتوں سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیشہ ایسی
کتابوں کی خریداری کیلئے براہ راست ہم سے خط کتابت کیجئے۔ فقط۔

تاریخی کتابیں اور سفرنامے

نام کتاب	تقریب	نام کتاب	تقریب	نام کتاب	تقریب	نام کتاب	تقریب
سلطان صلاح الدین	۱۰۰	سیرۃ ابنی دل	۱۰۰	تاریخ ہندوستان کا آئینہ	۱۰۰	تذکرہ جمال الشاہ	۱۰۰
نور الدین محمود	۱۰۰	دوم	۱۰۰	آئینہ فیضی	۱۰۰	انقلاب برکی	۱۰۰
دربار اکبری	۱۰۰	سوم	۱۰۰	کرزن نامہ	۱۰۰	حیدر علی سلطان	۱۰۰
آب حیات	۱۰۰	سفرنامہ بیلی	۱۰۰	تاریخ انگلینڈ کاں	۱۰۰	سلطان شہید	۱۰۰
زورث نامہ	۱۰۰	شعور کماں	۱۰۰	تاریخ اودھ کاں	۱۰۰	تذکرہ جہانگیر	۱۰۰
حیات جاوید	۱۰۰	اموہ صحابہ اہل	۱۰۰	جدید روایت	۱۰۰	روشن بنگلہ	۱۰۰
یادگار آفتاب مجید	۱۰۰	جلد ۱	۱۰۰	تاریخ بیٹالہ	۱۰۰	شیخ نذیر احمد	۱۰۰
واحات بیجا پور کاں	۱۰۰	انقلاب لاکھ	۱۰۰	تاریخ دہلی کاں	۱۰۰	سروا شاستری	۱۰۰
تاریخ دہلی کاں	۱۰۰	سیرۃ صحابیات	۱۰۰	تاریخ ہمالہ سیر	۱۰۰	اسلام کی آخری کلا	۱۰۰
مشرق مجسم	۱۰۰	ابن رشد	۱۰۰	آثار الھند ویدیا	۱۰۰	سلطان فتح	۱۰۰
مختصر تاریخ	۱۰۰	خلافت راشدہ	۱۰۰	سفرنامہ برہنہ کاں	۱۰۰	تذکرہ نجیب	۱۰۰
مستقبل اسلام	۱۰۰	تاریخ الامم	۱۰۰	شرقی ترکستان	۱۰۰	تاریخ الہند	۱۰۰
تاریخ ابن خلدون	۱۰۰	ریاض فی	۱۰۰	روزنامہ بیجا پور	۱۰۰	فتح الہ	۱۰۰
تقدیر ابن خلدون	۱۰۰	مصحف کمال	۱۰۰	سفرنامہ پنجاب	۱۰۰	سیاحت امین	۱۰۰
البرکۃ	۱۰۰	تذکرہ فیض الہام	۱۰۰	تذکرہ اشعار حسین	۱۰۰	طواف زمین	۱۰۰
تمدن اسلام جلد ۱	۱۰۰	نگارستان افسانہ	۱۰۰	شاہیر یونان کاں	۱۰۰	سیاحت ہوا	۱۰۰
علوم عرب	۱۰۰	سیل ایران	۱۰۰	اخلاق یونان کاں	۱۰۰	سند کی سر	۱۰۰
مسلمانان اندلس	۱۰۰	تاریخ الدین	۱۰۰	تاریخ یونان قدیم	۱۰۰	ایمال کی	۱۰۰
تاریخ عرب جلد ۱	۱۰۰	ہمدی سودانی	۱۰۰	تاریخ روم	۱۰۰	سفر احمدی	۱۰۰
تاریخ تمدن جلد ۱	۱۰۰	آئینہ اودھ	۱۰۰	عقل قدیم	۱۰۰	سفرنامہ احمد	۱۰۰

CALL No. { 92. 112 } ACC. NO. 1144

AUTHOR شیخ الاسلام علیہ الرحمہ

TITLE تائید اسلام

27 MAY 1980

THE BOOK IN

Date	No.	Date	No.
	1752		
	A-14		

92. 112

1144



MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due

URDU TEXT BOOK